اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ

الفضل

قادیان دارالامان

THE DAILY ALFAZL QADIAN.

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵

ٹیلیفون نمبر ۹

تار کا پتہ الفضل قادیان

قیمت ایک آنہ

جلد ۲۷ | مورخہ ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۵۷ھ | ...شنبہ | مطابق ۱۵ جنوری ۱۹۳۹ء | نمبر ۴

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۴ جنوری ۱۹۳۹ء۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کو ابھی نزلہ اور کھانسی کی شکائت بدستور ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے خاص طور پر دُعا فرمائیں ؛۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو آج سر درد اور نزلہ کی تکلیف رہی ہے۔ دعائے صحت کی جائے ؛۔

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کی طبیعت آج پہلے کی نسبت اچھی ہے۔ مگر ابھی کامل صحت نہیں ہوئی۔ احباب دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھیں ؛۔

کل بعد نماز عشاء مسجد اقصیٰ میں بصدارت جناب قاضی محمد نذیر صاحب بزم آفتاب کے زیر اہتمام ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں مختلف اصحاب نے "مجھے احمدیت سے کیوں محبت ہے" کے موضوع پر دس دس منٹ تقاریر کیں ؛۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ایمانِ کامل کی تین علامات

اعتقادِ صحیح ــــ عملِ صالحہ ــــ اور ــــ رضا بالقضاء

یاد رکھو۔ ابتلا دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک ابتلا شریعت کے اوامر و نواہی کا ہوتا ہے۔ دوسرا ابتلاء قضا و قدر کا ہوتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے۔ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ الآیہ۔ پس اصل مردِ میدان اور کامل وُہ ہوتا ہے۔ جو ان دونوں قسم کے ابتلاؤں میں پُورا اُترے۔ بعض اس قسم کے ہوتے ہیں کہ اوامر و نواہی کی رعایت کرتے ہیں لیکن جب کوئی ابتلاء مصیبت و قضاء و قدر پیش آئے۔ تو اللہ تعالےٰ کا شکوہ کرتے ہیں۔ ایسا ہی بعض فقیر دیکھے گئے ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ ہمیں نفس کشی کی اس قدر مشق ہے۔ کہ سارے دن میں صرف ایک مرتبہ سانس لیتے ہیں۔ لیکن وہ ابتلا کے وقت بہت ہی بودے اور کمزور ثابت ہوتے ہیں ؛۔

قوی وُہی ہے۔ جو اعتقاد صحیح رکھتا ہو۔ اعمال صالحہ کرنے والا ہو۔ اور مصائب و شدائد میں پورا اترنے والا ہو۔ اور یہی جوانمردی ہے۔ جب تک عبودیت میں پُورا اور کامل نہیں۔ رویا یا الہامات پر اس کا فخر محض بے جا ہے کیونکہ اس میں اس کی اپنی کوئی خوبی نہیں۔ بلکہ یہ تو اللہ تعالےٰ کا فضل ہے۔ اور اس امر میں کامیابی کے لئے ایک زمانہ دراز چاہیئے۔ جلدی کبھی نہیں کرنی چاہیئے۔ جیسے کوئی شخص درخت لگاتا ہے۔ تو پہلے اس کی یہ حالت ہوتی ہے۔ کہ ایک بکری بھی مونہہ مار کر اُسے کھا سکتی ہے پھر اگر وُہ اس سے بچے۔ تو مختلف قسم کی آندھیاں اس پر چلتی ہیں۔ اور اس کو اکھاڑنے کی کوشش کرتی ہیں۔ لیکن اگر وہ ان میں بھی بچ رہے۔ تو پھر کہیں جا کر اسے پھول لگتے ہیں۔ اور پھر وہ پھول بھی ہوا سے گرتے ہیں اور کچھ بچتے ہیں۔ آخر الامر پھل لگتا ہے۔ اور اس پر بھی بہت سی آفتیں آتی ہیں۔ کچھ یونہی گر جاتے ہیں۔ اور کچھ آندھیوں میں تباہ ہوتے ہیں۔ کچھ جانور کھا جاتے ہیں آخر تھوڑے ہوتے ہیں۔ جو پکتے ہیں۔ اور کھانے کے کام آتے ہیں۔ اسی طرح پر ایمانی درخت کا حال ہے۔ اس سے پھل کھانے کے لئے بھی بہت سی مصیبتوں اور مشکلات میں ثابت قدم رہنا ضروری ہے۔ صوفی بھی اسی لئے کہتے ہیں کہ جب تک موت نہ آئے۔ زندگی حاصل نہیں ہوتی۔ قرآن شریف نے صحابہؓ کی تعریف کرتے ہُوئے فرمایا ہے۔ مِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ۔ یعنی بعض صحابہ میں سے ایسے ہیں۔ جو اپنی جان بیچ چکے ہیں۔ اور بعض ابھی منتظر ہیں۔ جب تک

حیدرآباد میں آریہ سماج کی تحریک

ڈائرکٹر محکمہ اطلاعات حکومت نظام کی طرف سے اس نام کا ہمیں ایک مختصر سا پمفلٹ موصول ہوا ہے۔ جو نوٹ اور چودہ ضمیموں پر مشتمل ہے۔ اور جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے اس میں آریہ سماجی اداروں کی ان کارگذاریوں پر جو حیدرآباد میں جاری ہیں دلچسپ طریقے سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس میں آریہ سماجیوں کی تقریروں، تحریروں، گیتوں اور بھجنوں کے ایسے متعدد حوالے درج ہیں جن سے مؤثر انداز میں اس اصلی نفسیاتی جذبہ کا پتہ چلتا ہے۔ جو اس تحریک کے پس پشت کام کر رہا ہے۔ گو بظاہر یہ تحریک مذہبی نوعیت کی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن درحقیقت اس میں انتہائی تشدد آمیز سیاسی اور فرقہ وارانہ رجحانات پیدا ہوگئے ہیں۔ دہلی کی آریہ سارودیشک سبھا نے حکومت سرکارعالی سے جو چودہ مطالبات کئے ہیں۔ انہیں سلسلہ وار درج کیا گیا ہے۔ اور ہر مطالبہ کے مقابل اصل صورت حال واضح کرنے کے لئے علیحدہ نوٹ دے دیئے گئے ہیں۔ مذہبی رسوم کی انجام دہی۔ اکھاڑوں کے قیام اور خانگی مدارس کے قیام اور نگرانی سے متعلق جو قواعد نافذ ہیں۔ اور جنہیں آریہ سماجی ان مظالم اور ناانصافیوں کی نمایاں مثالوں کے طور پر جو عام طور پر ہندوؤں اور خاص کر آریہ سماجیوں پر ڈھائی جا رہی ہیں نشر کرنے سے کبھی نہیں تھکتے۔ انہیں پورے طور پر نقل کر دیا گیا ہے۔ تاکہ پڑھنے والے ان کی مبینہ طرفداری کے متعلق خود رائے قائم کریں۔ ایک دوسرے ضمیمے میں وہ حالات بیان کئے گئے ہیں۔ جن سے مجبور ہو کر حکام نے متعدد آریہ سماجی اخباروں کا داخلہ ریاست میں بند کر دیا اور آخری ضمیمے میں ان امور پر ناقدانہ بحث کی گئی ہے جو ایک حال میں شائع شدہ پمفلٹ میں جس کا عنوان "حیدرآباد میں آریہ سماج کا مسئلہ" ہے پیش کئے گئے ہیں۔

جو لوگ اب تک آریہ سماجی ذہنیت سے بے خبر ہیں ان کے لئے اس پمفلٹ کا وہ حصہ سب سے زیادہ آنکھیں کھولنے والا ثابت ہوگا جس میں ایسے حوالے دیئے گئے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ آریہ سماجی ایڈیشن زیادہ تر کس قسم کے مواد پر مشتمل ہوتا ہے یہ بیانات کہ انجیل جھوٹ سے بھری ہوئی ہے۔ پیغمبر اسلام کے والد ایک ہندو قبیلہ کے فرد تھے۔ بھگوت گیتا ایک کثیف کتاب تھی۔ سری کرشنا ایک بدمعاش اور چور تھے۔ اور بانی اسلام نے اپنی بیٹی سے شادی کی تھی۔ ان بے ہودہ گوئیوں میں سے چند ہیں جو خالص مذہبی پہلو سے تعلق رکھتے ہیں۔ لوگوں کو اس پر اکسانا کہ وہ اٹھیں۔ حیدرآباد کو بنیادوں سے ہلا دیں۔ مسلمان عورتوں کی عصمت دری کریں۔ مسلمانوں کو غلامی کے گڑھے میں ڈال دیں۔ نظام کے تخت کو چھین لیں کے اندر چھین لیں مسلمانوں کو ہندوستان میں رہنے کا کوئی حق نہیں ہے اور یہ کہ آریوں کو یہ کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ ہندوستان میں ایک مسلمان بھی باقی نہ رہے یہ اکلیسا سی بصیرت کے چند نمونے ہیں جو اس مذہبی تحریک کے مبلغ پیش کرتے رہتے ہیں۔ ان مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے جو طریقے آریہ استعمال کرتے ہیں وہ یہ ہیں کہ مسلح جلوس نکالے جائیں قانون شکنی اور احکام کی خلاف ورزی کی جائے۔ ریاست کے خلاف نفرت پیدا کی جائے۔ ممالک محروسہ میں جو مختلف فرقے آباد ہیں ان میں آپس میں تلخ منافرت پیدا کی جائے۔ دوسرے مذاہب اور فرقوں کے خلاف دل آزار تقریریں کی جائیں اور ریاست کے خلاف عملاً تخریبی شورش کی جائے۔ ہر اس شخص کے لئے جو حیدرآباد کے آریہ سماج کی امتیازی خصوصیات معلوم کرنے کا خواہشمند ہو۔ اس پمفلٹ کا مطالعہ مفید ثابت ہوگا۔

مفت

کتاب شیر نوجوانی صرف ایک کارڈ لکھ کر مفت منگوا لیجیئے

ایس کے حسین اینڈ کمپنی جالندھر شہر

سابق ایڈیٹر "احسان" پر مقدمہ

پچھلے دنوں اخبار "احسان" نے ماسٹر عبدالحکیم صاحب ایجنٹ اخبار الفضل لاہور کے خلاف ایک مضمون شائع کیا تھا جس کی بنا پر ماسٹر صاحب نے مقدمہ دائر کر رکھا ہے۔ احباب کامیابی کے لئے دعا کریں۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ (فارم ۱) امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ بدھاوارام ولد اچھر ذات گھمار سکنہ وسی پور۔ تحصیل دوسوہہ ضلع ہوشیارپور نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام دوسوہہ درخواست کی سماعت کے لئے یوم ۱۴/۳/۳۹ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور پر مقروض کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ مورخہ ۱۶/۱۲/۳۸

(دستخط) خان بہادر خان سربلند خانصاحب بی۔ اے چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ دوسوہہ ضلع ہوشیارپور۔

(بورڈ کی مہر)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ (فارم ۱) امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ جلال خاں ولد میراں بخش ذات راجپوت سکنہ جلال پور۔ تحصیل دوسوہہ۔ ضلع ہوشیارپور نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے۔ اور یہ کہ بورڈ نے بمقام دوسوہہ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۸/۳/۳۹ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور پر مقروض کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ مورخہ ۲۰/۱۲/۳۸

(دستخط) خان بہادر خان سربلند خانصاحب بی۔ اے چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ دوسوہہ ضلع ہوشیارپور۔

(بورڈ کی مہر)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ (فارم ۱) امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ تخت سنگھ ولد گنڈا سنگھ ذات خالصہ برادر سکنہ بائیچ تحصیل دوسوہہ۔ ضلع ہوشیارپور نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے۔ اور یہ کہ بورڈ نے بمقام دوسوہہ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۵/۳/۳۹ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور پر مقروض کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ مورخہ ۲۰/۱۲/۳۸

(دستخط) خان بہادر خان سربلند خانصاحب بی۔ اے چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ دوسوہہ ضلع ہوشیارپور۔

(بورڈ کی مہر)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ (فارم ۱) امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ سرجن سنگھ ولد میا دگنگارام ولد کاہنا ذات سینی۔ سکنہ اوڑھ پور۔ تحصیل دوسوہہ ضلع ہوشیارپور نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے۔ اور یہ کہ بورڈ نے بمقام دوسوہہ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۷/۳/۳۹ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور پر مقروض کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ مورخہ ۲۰/۱۲/۳۸

(دستخط) خان بہادر خان سربلند خانصاحب بی۔ اے چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ دوسوہہ ضلع ہوشیارپور۔

(بورڈ کی مہر)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ (فارم ۱) امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ خیرالدین ولد مولا بخش ذات جولاہا سکنہ الحئی پور تحصیل دوسوہہ ضلع ہوشیارپور نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام دوسوہہ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۷/۳/۳۹ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور پر مقروض کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ مورخہ ۲۰/۱۲/۳۸

(دستخط) خان بہادر خان سربلند خانصاحب بی۔ اے چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ دوسوہہ۔ ضلع ہوشیارپور۔

(بورڈ کی مہر)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ (فارم ۱) امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ فقیر محمد ولد مہتاب ذات آوان سکنہ عیاگ دوال تحصیل دوسوہہ ضلع ہوشیارپور نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور درخواست دیدی ہے۔ اور یہ کہ بورڈ نے بمقام دوسوہہ درخواست کی سماعت کے لئے یوم۔ مورخہ ۱/۴/۳۹ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور پر مقروض کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ مورخہ ۱۹/۱۲/۳۸

(دستخط) خان بہادر خان سربلند خانصاحب بی۔ اے چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ دوسوہہ ضلع ہوشیارپور۔

(بورڈ کی مہر)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ (فارم ۱) امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ جوالا سنگھ ولد بہان سنگھ ذات جٹ۔ سکنہ محکم گڑھ۔ تحصیل دوسوہہ۔ ضلع ہوشیارپور نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے۔ اور یہ کہ بورڈ نے بمقام دوسوہہ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۵/۴/۳۹ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور پر مقروض کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ مورخہ ۲۰/۱۲/۳۸

(دستخط) خان بہادر خان سربلند خانصاحب بی۔ اے چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ دسوہہ ضلع ہوشیارپور

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ (فارم ۱) امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ منشی تلسا سنگھ و بچن سنگھ پسران ہیرا سنگھ ذات جٹ سکنہ منڈ کھیڑ۔ تحصیل دوسوہہ ضلع ہوشیارپور نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے۔ اور یہ کہ بورڈ نے بمقام دوسوہہ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۴/۳/۳۹ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور پر مقروض کے قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ مورخہ ۱۶/۱۲/۳۸

(دستخط) خان بہادر خان سربلند خانصاحب بی۔ اے چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ دوسوہہ ضلع ہوشیارپور۔

(بورڈ کی مہر)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

رامپور ۲ جنوری۔ وزیر اعظم ریاست رامپور نے اعلان کیا ہے۔ کہ عنقریب ریاست میں نیا دستور نافذ کیا جائے گا جس کے رو سے رعایا کو وسیع حقوق و مراعات حاصل ہو جائیں گے۔

قاہرہ یکم جنوری۔ مشہور مصری لیڈر نحاس پاشا نے برطانوی سفیر مقیم قاہرہ سے کہا۔ کہ وہ فروری کے دوسرے ہفتہ میں ہندوستان آئیں گے۔

حیدر آباد دکن ۲ جنوری۔ نظام گورنمنٹ نے اعلان کیا ہے۔ کہ آئندہ کسی ہندو قیدی کو دائرہ اسلام میں داخل نہ کیا جائے۔ بلکہ جیل میں تبدیلی مذہب کی اجازت نہیں ہو گی۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ آئندہ مندروں اور عبادت گاہوں پر مذہبی جھنڈا لہرانے پر بھی حکومت کو کوئی اعتراض نہ ہو گا۔

لنڈن یکم جنوری۔ معلوم ہوا ہے کہ ہٹلر عنقریب برطانیہ سے مطالبہ کرنے والا ہے کہ معاہدہ ورسیلز کے رو سے ۱۰ کروڑ ۲۰ لاکھ پونڈ تاوان کی جو رقم جرمنی سے وصول کی گئی ہے وہ اسے واپس کی جائے۔ اسی طرح فرانس سے بھی پانچ کروڑ تاوان کی واپسی کا مطالبہ کرے گا۔

مردان ۲ جنوری۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت افغانستان نے جرمنی سے بہت سا اسلحہ خریدا ہے۔ جو آہستہ آہستہ افغانستان پہنچایا جائے گا۔ اسلحہ سے بھری ہوئی پانچ گاڑیاں اس وقت پشاور پہنچ چکی ہیں۔ اور وہاں سے یہ سامان موٹروں کے ذریعہ منتقل کیا جائے گا۔

حیدر آباد ۲ جنوری۔ بندے ماترم گیت گانے پر اصرار کرنے کی وجہ سے جو طلباء مقامی یونیورسٹی سے خارج کئے گئے تھے۔ ان کے ساتھ سمجھوتہ کی کوششیں بھی کامیاب نہیں ہو سکیں۔ گاندھی جی سے مشورہ لینے کے لئے ان کا ایک وفد وردھا پہنچا تھا۔ گاندھی جی نے انہیں کہا۔ کہ جس انسٹی ٹیوشن میں پرارتھنا پر پابندیاں ہوں وہاں تعلیم پانے سے ان پڑھ رہنا زیادہ بہتر ہے۔

واشنگٹن یکم جنوری۔ امریکہ کے محکمہ جنگ نے مختلف ممالک کی جنگی تیاریوں کے متعلق جو اعداد و شمار فراہم کئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ معاہدہ میونک کے وقت جرمنی اور اٹلی کے پاس جس قدر جنگی ہوائی جہاز تھے۔ برطانیہ اور فرانس کے پاس ان کا چھٹا حصہ بھی نہیں تھے یہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ کہ جرمنی میں چار لاکھ انسان ہوائی جہاز بنانے میں مصروف ہیں۔ جب کہ امریکہ میں صرف ۳۶ ہزار یہ کام کرتے ہیں۔

ٹوکیو ۲ جنوری۔ جنگ چین کے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے حکومت جاپان نے ۲۹ کروڑ پونڈ بلکہ اس سے زیادہ قرضہ حاصل کرنے کے لئے فوجی بانڈ جاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

لنڈن یکم جنوری۔ معلوم ہوا ہے کہ اگر جاپان چین کو اپنے ماتحت کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ تو جرمنی اور اٹلی کو چین میں تجارتی لحاظ سے وہی پوزیشن حاصل ہو جائے گی۔ جو اس وقت برطانیہ۔ فرانس اور امریکہ کو ہے۔

مردان یکم جنوری۔ حکومت ہند نے احمد زئی وزیریوں کو دو ہزار روپیہ نقد اور تیس رائفلیں بطور ضمانت داخل کرنے کا حکم دیا تھا۔ لیکن ان کے ایک جرگہ نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم اس تجویز کو ماننے اور کسی قسم کا تاوان دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

لاہور ۲ جنوری۔ انڈین سائنس کانگرس کے ۲۶ ویں اجلاس کا افتتاح کرتے ہوئے گورنر پنجاب نے کہا۔ کہ ۱۹۲۵ء کے بعد پنجاب یونیورسٹی نے سائنس کے مختلف شعبہ جات میں بڑی سرعت سے ترقی کی ہے۔ یہ امر بہت ضروری ہے کہ اہل ہند ریسرچ کریں۔ دنیا کے بعض قابل دماغ اس وقت اپنی تمام طاقتیں جھوٹ اور باطل کی اشاعت پر صرف کر رہے ہیں منتقمانہ اور رحمدلی کے جذبات پیدا کرنے والے اصول ترک کئے جا رہے ہیں۔ کانگرس ہذا کے صدر ڈاکٹر گھوش آف ڈھاکہ یونیورسٹی نے اپنے صدارتی خطبہ میں کہا۔ کہ حکومت نے ہندوستان کو دنیا کے صنعتی ممالک کی صف میں کھڑا کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ ملک میں جب تک مختلف صنعتیں رائج نہ کی جائیں ہمارے مسائل کا حل نہیں ہو سکتا۔

قاہرہ یکم جنوری۔ معلوم ہوا ہے کہ برطانوی سفیر مقیم مصر نے وزیر اعظم اور وزیر خارجہ مصر کے ساتھ فلسطین کانفرنس کے متعلق تبادلہ خیالات کیا۔ اور اس کے نتیجہ میں یہ فیصلہ ہو گیا ہے کہ فلسطین کانفرنس میں مفتی اعظم بھی شریک ہونگے۔ اور اس لئے انہیں جلد رہا کر دیا جائے گا۔ یہ بھی افواہ ہے کہ سابق خلیفہ ترکی کے بڑے لڑکے عمر الفاروق کو فلسطین کا امیر بنانے کی تجویز بھی کانفرنس میں زیر بحث آئے گی۔

لنڈن (بذریعہ ڈاک) ہندوستان کے بہت سے والیان ریاست نے ڈیوک اور ڈچز آف ونڈسر کو اپنی ریاستوں میں آنے کی دعوت دی ہے۔

رنگون ۲ جنوری۔ بدھ دھرم کے خلاف ایک کتاب لکھ کر تمام برما میں فسادات کی آگ مشتعل کرنے والے کو عدالت سیشن نے صرف عدالت کے بند ہونے تک سزائے قید دی تھی۔ حکومت کی طرف سے اس فیصلہ کے خلاف اپیل دائر کر دی گئی ہے۔

لاہور ۲ جنوری۔ ملک فیروز خان صاحب نون ہائی کمشنر فار انڈیا رخصت پر پنجاب آ رہے ہیں۔ اور کل صبح آٹھ بجے لاہور پہنچیں گے۔

پیرس ۲ جنوری۔ فرانس کی سینٹ نے نئے سال کا بجٹ ۱۶ کے مقابلہ میں ۲۸۱ ووٹوں کی کثرت سے پاس کر دیا اور ۲ کروڑ ۳۵ لاکھ فرانک کی بچت دکھائی۔ معلوم ہوا ہے کہ نئے سال کے آغاز سے پہلے بجٹ منظور کرنے کے لئے دونوں ایوانوں کے کلاک بیس گھنٹہ کے لئے بند کر دیئے گئے۔

بمبئی ۲ جنوری۔ معلوم ہوا ہے کہ گجرات کے وسیع علاقہ میں سونا برآمد ہوا ہے۔ جسے نکالنے کے لئے عنقریب ایک کمپنی قائم کر دی جائے گی۔

پیرس ۲ جنوری۔ وزیر اعظم فرانس شمالی افریقہ کے دورہ پر روانہ ہو گئے جزیرہ کارسیکا میں ایک ایڈریس کا جواب دیتے ہوئے آپ نے کہا کہ میری حکومت یا فرانس کی کوئی حکومت کسی حالت میں بھی اس بات کو گوارا نہیں کر سکتی۔ کہ کارسیکا کسی دوسری طاقت کے حوالے کیا جائے۔

لنڈن ۲ جنوری۔ ہندوستان سے پٹ سن کی مصنوعات کی بکثرت درآمد کے سلسلہ میں برطانوی ایوان تجارت کے صدر نے حکومت کے رویہ پر شدید نکتہ چینی کی۔ اور کہا کہ حکومت کو چاہیئے۔ ہندوستانی اشیاء کی درآمد پر پابندیاں عاید کرے۔ ورنہ ہمارے تجارتی حالات تسلی بخش نہیں رہ سکیں گے

برگوس ۲ جنوری۔ جنرل فرینکو نے اعلان کیا ہے کہ بحیرہ روم کے مسائل کے سلسلہ میں جب کوئی بین الاقوامی کانفرنس منعقد ہوئی۔ ہسپانیہ کو اس میں ضرور شریک کیا جائے۔ ہسپانیہ کے مشورہ کے بغیر بحیرہ روم کا کوئی مسئلہ طے نہیں ہو سکتا۔ آخر میں جنرل مذکور نے واضح کیا ہے کہ ہسپانیہ اپنے حقوق و مراعات کسی حالت میں ترک نہیں کر سکتا۔

کوہاٹ یکم جنوری۔ آج صبح ایک مسلح قبائلی گروہ نے ہمائیں ایر فورس بازار میں جو شہر سے صرف ایک میل اور سٹیشن سے ملحق ہے۔ حملہ کر دیا۔ چوکیدار کو قتل کرنے کی دھمکی دیکر ہٹا دیا۔ اور خود ہزاروں روپیہ کا مال و اسباب لوٹ کر لے گئے۔

عمان یکم جنوری۔ فلسطین کانفرنس لنڈن میں یمن کی نمائندگی ولی عہد شہزادہ سیف الاسلام اور شرق اردن کی توفیق پاشا

مطبعہ الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی

جلسہ سالانہ ۱۹۳۸ء کے انتظامات کے اختتام کی تقریب

ناظموں کی رپورٹیں اور حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشادات

قادیان ۳ جنوری ۱۹۳۹ء- جلسہ سالانہ ۱۹۳۸ء کے انتظامات کل ۲ جنوری کی شام سے اللہ تعالےٰ کے فضل سے بخیر وخوبی ختم ہوئے- اور آج مدرسہ احمدیہ کے صحن میں ۱۰ بجے کے قریب کارکنان جلسہ سالانہ کا اجتماع ہوا- جس میں حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے بھی شرکت فرمائی- جلسہ کا انتظام چار مختلف نظامتوں میں تقسیم تھا- یعنی نظامت اندرون قصبہ- جس کے ناظم ماسٹر محمد طفیل خان صاحب ٹیچر مدرسہ احمدیہ تھے- (۲) نظامت دارالعلوم جس کے ناظم نواب محمد عبداللہ خان صاحب تھے (۳) نظامت دارالفضل ودارالبرکات- جس کے ناظم ماسٹر علی محمد صاحب بی- اے- بی- ٹی تھے اور (۴) نظامت سپلائی جس کے ناظم قاضی محمد عبداللہ صاحب بی- اے- بی- ٹی تھے

تلاوت قرآن کریم ونظم خوانی کے بعد ہر ناظم کی طرف سے ان کے صیغہ کی مفصل رپورٹ پڑھ کر سنائی گئی- اور سب سے آخر میں جناب خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب قائمقام ناظر ضیافت وافسر جلسہ سالانہ نے اپنی رپورٹ پڑھی

ناظم صاحب سپلائی کی رپورٹ سے معلوم ہوا کہ اب کے ۲۱۰۰ من آردگندم بمقابلہ ۱۹۷۸ من سال گزشتہ کے خرچ ہوا- اسی طرح اگرچہ مہمانوں کی سال گزشتہ کی نسبت زیادتی کی وجہ سے بعض دیگر اجناس بھی کسی قدر زیادہ خرچ ہوئیں- تاہم کل خرچ سال گزشتہ کی نسبت کم ہوا- جس کی وجہ آردگندم کا سستا ہونا اور کارکنوں کی قابل تعریف جدوجہد ہے؛

آخر میں حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے باوجود علالت مفصل تقریر فرمائی- جس میں تمام رپورٹوں پر جامع تبصرہ فرماتے ہوئے بعض امور کی اصلاح اور کوتاہیوں کو دور کرنے کے لئے تجاویز بیان فرمائیں- سب سے پہلے نظم خوانی کے سلسلہ میں حضور نے نوجوانوں مدرسین اور مدارس کے افسران کو توجہ دلائی- کہ وہ بچوں کی آوازیں بلند کرانے کے لئے مشق اور مقابلے کراتے رہیں- کیونکہ جن لوگوں کی ظاہری آواز بلند ہو- ان کی معنوی آواز بھی بلند ہو جایا کرتی ہے- نظامت دارالفضل کی طرف سے یہ شکائت پیش کی گئی تھی- کہ ان کے ایک کارکن کو عین وقت پر دوسرے کام کے لئے تبدیل کر دیا گیا- حضور نے فرمایا کہ جو محکمے ہمیشہ سے چلے آتے ہیں- ان کے لئے کارکنوں کا تقرر بہت عرصہ قبل کر دینا چاہیئے- جلسہ کے موقعہ پر چونکہ چوبیس گھنٹہ روٹی پکتی رہتی ہے- اس لئے بعض لوگ اسے باسی سمجھنے لگتے ہیں- اس دفعہ بھی یہ شکائت ہوئی- اس کے متعلق حضور نے فرمایا کہ روٹی کو تازہ رکھنے کے لئے کوئی انتظام کیا جائے- اور اس بارے میں حضور نے ایک تجویز بھی بیان فرمائی جس کا تجربہ کرنے کا ارشاد فرمایا-

کھانا تقسیم کرنے کے وقت ایک ایک کھڑکی سالن اور روٹی کے لئے ہونے کی وجہ سے کھانا لینے میں جو دقت ہوتی ہے اس کے ازالہ کے لئے حضور نے فرمایا- میں نے تو قریباً دس سال قبل سے یہ ہدائت کی ہوئی ہے- کہ کھڑکیاں ایک سے زیادہ ہونی چاہئیں یہ وسوسہ کہ کوئی شخص اس طرح دو مرتبہ روٹی لے سکتا ہے صحیح نہیں- کیونکہ جب تقسیم پرچی سے ہوتی ہے- تو اس کا کوئی احتمال نہیں؛

کارکنوں کی کمی کے ضمن میں فرمایا کہ پہلے یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ ہمیں کتنے آدمی درکار ہیں- اور پھر احباب میں تحریک کرنی چاہیئے- اور اگر یہاں سے کافی آدمی نہ مل سکیں- تو باہر سے بھی لئے جا سکتے ہیں- نیز ہمارے ہر سال کے کام کی ایک ابریک چھپ جانی چاہیئے- جو آئندہ سال کے انتظامات میں بہت ممد ہو سکتی ہے- اسی طرح حضور نے فرمایا کہ جلسہ کے موقعہ پر ۲۵- ۳۰ نوجوان سائیکلسٹوں کی فوج ہونی چاہیئے- جو حسب ضرورت فوراً مختلف مکانوں میں ٹھہرے ہوئے مہمانوں کی فہرستیں بنا کر لے آئیں- اسی طرح ستمبر یا اکتوبر میں قادیان کی خانہ شماری کر کے اندازہ لگانا چاہیئے کہ کس محلہ میں کتنے مکان ہیں- اور پھر جلسہ کے لئے مکانات حاصل کرنے چاہئیں- اس طرح یہ بھی معلوم ہوتا رہے گا- کہ کس قدر آبادی بڑھ رہی ہے-

گمشدہ اشیاء کی دستیابی کے متعلق خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا- کہ یہ امر موجب مسرت ہے کہ جماعت کی دیانت کا معیار بہت بلند ہے جلسہ میں گم ہونے والی اشیاء عموماً دستیاب ہو جاتی ہیں- دوستوں کو چاہیئے کہ اسے بہرحال قائم رکھیں- بلکہ اور بلند کریں- حتیٰ کہ کوئی ایک چیز بھی گمشدہ ایسی نہ ہو جو نہ مل سکے- جو مبلغ باہر جائیں- وہ لوگوں کو تاکید کرتے رہیں کہ نہ صرف اس معیار کو قائم رکھیں بلکہ اسے ترقی دیں- اس سلسلہ میں حضور نے یہ بھی فرمایا کہ ریلوے والے یہ تو اعتراف کرتے ہیں- کہ احمدی بلا ٹکٹ سفر نہیں کرتے لیکن یہ شکائت ہے کہ بعض دوست ٹکٹیں دیتے نہیں- اس سے ریلوے کے نزدیک مہمانوں کی تعداد کم خیال کی جاتی ہے- دوستوں کو چاہیئے کہ ضرور ٹکٹ دیکر سٹیشن سے باہر آیا کریں؛

اس دفعہ دیگوں کی کمی کی شکائت رہی- اس کے متعلق حضور نے فرمایا کہ بیس دیگوں کی تو پہلے سے گنجائش نظارت نے رکھی ہوئی ہے- مگر بجائے بیس کے پچاس کا انتظام کیا جائے- اور ایک دیگ اپنی طرف سے دینے کا اعلان فرمایا- تنوروں کے متعلق حضور نے اس تجویز کو پسند فرمایا- کہ وہ جلسہ سے پندرہ بیس روز پہلے لگا دیئے جایا کریں- تا انہیں اچھی طرح دیکھ بھال لیا جائے- اور بعض اوقات روٹی کے ساتھ مٹی آنے کی جو شکائت ہوتی ہے وہ دور ہو سکے؛

جلسہ کے ایام میں مسجد مبارک میں بہت سے اصحاب نماز تہجد پڑھتے ہیں- اس کے ناکافی ہونے کے ذکر پر حضور نے فرمایا- ارادہ ہے کہ اسے بھی جلد وسیع کیا جائے- اس کے لئے جگہ حاصل کر لی گئی ہے- اسی سلسلہ میں حضور نے فرمایا- میں نے تجویز کی ہے کہ ہر احمدی مرد وعورت سے ایک آنہ فی کس اور ہر احمدی بچہ سے خواہ وہ شیر خوار ہی کیوں نہ ہو ایک پیسہ فی کس چندہ لیا جائے- اور اس میں اس قدر پابندی کی جائے- کہ محلہ کے نادار لوگوں کی طرف سے بھی اہل محلہ یہ چندہ دیں- بچے جو کماتے نہیں اگرچہ بالغ ہوں ان سے بھی ایک پیسہ ہی لیا جائے- اور جو شخص زیادہ دینا چاہے وہ دس روپیہ تک دے سکتا ہے- اس سے زیادہ نہیں- اس طرح ایک کافی رقم مساجد کی توسیع کے لئے جمع ہو سکتی ہے- اس تجویز پر پہلے قادیان میں عمل کیا جائیگا- اور پھر باہر تحریک کی جائے-

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر غیر احمدی مہمانوں کے لئے تبلیغ کا انتظام زیادہ وسیع کرنے کی طرف بھی حضور نے توجہ دلائی اور فرمایا کہ چھوٹے چھوٹے اشتہارات شائع کر دیئے جانے چاہئیں جن میں یہ اطلاع ہو- کہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۵۷ھ

اُردو اور ہندی کا جھگڑا

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ اُردو اور ہندی کا جھگڑا روز بروز نہایت ناگوار صورت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ ہندوؤں کا ایک بہت بڑا گر متعصب طبقہ یہ کوشش کر رہا ہے۔ کہ اُردو کو مٹا کر اس کی جگہ ہندی جاری کر دی جائے اس کے مقابلہ میں اردو کے حامی یہ چاہتے ہیں۔ کہ اسے زیادہ سے زیادہ ترقی حاصل ہو۔ اور یہ ہندو مسلمانوں میں یکساں طور پر مقبول و مروج ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ ہندوستان میں جو زبان سب سے زیادہ بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ وہ اردو ہی ہے۔ اور یہ کہنا قطعاً درست نہیں۔ کہ اردو صرف مسلمانوں کی زبان ہے۔ اس کے ساتھ انس اور محبت رکھنے والے اور اسے استعمال کرنے والے غیر مسلم اور خصوصاً ہندو بھی بہت بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ چنانچہ حال میں جب یوم اُردو منایا گیا۔ تو کئی بڑے بڑے شہروں میں معزز ہندوؤں نے بھی اس میں حصہ لیا۔ اور اردو کی حمایت میں دلچسپ تقریریں کیں۔ جیتے اکر سر سپرو نے ایک نہایت مدلل تقریر میں بیان کیا۔ کہ اُردو ہندو مسلمان دونوں اقوام کی مشترکہ زبان ہے۔ اور دونوں کا فرض ہے کہ ان کی ترقی اور اشاعت میں کوشاں ہوں۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی نصیحت کی۔ کہ اُردو میں ہندی اور عربی کے الفاظ کی جو بھرمار کی جا رہی ہے۔ وہ نہیں ہونی چاہیئے۔

دراصل آپس کی کشمکش میں ہندو اور مسلمان دونوں نے اُردو کے متعلق ایسا طریق عمل اختیار کر رکھا ہے جو اردو کے گلے پر کند چھری کا مصداق بنا ہوا ہے۔ ایک طرف اگر اردو کے مخالفین کی کوششیں اسے نقصان پہنچا رہی ہیں۔ تو دوسری طرف اس کے حامیوں کی سرگرمیاں بھی اس کے لئے مضر ثابت ہو رہی ہیں۔ ہندوؤں کا متعصب طبقہ ہزار اردو کی مخالفت کرے مگر وہ اردو بولنے اور لکھنے پر مجبور ہے۔ چنانچہ ان کے متعدد اخبارات اردو میں ہی چھپتے ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں شائع ہوتے ہیں اور ہزارہا ہندو مرد۔ عورتیں انہیں پڑھتے ہیں۔ عام بول چال اردو میں ہی ہوتی ہے۔ خط و کتابت میں بھی عموماً اسے استعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن اس میں ہندی اور سنسکرت کے نہایت ہی غیر مانوس الفاظ اس شدت کے ساتھ ٹھونس دیئے جاتے ہیں۔ کہ اس کا سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اور اس طرح اُردو کی شکل بگاڑی جا رہی ہے اس کے مقابلہ میں مسلمانوں میں بھی ایسے لوگ ہیں۔ جو خواہ مخواہ اردو میں عربی اور فارسی کے الفاظ استعمال کرنا اپنا کمال سمجھتے ہیں۔ اور اس طرح وہ نہ صرف اردو کو عوام کے لئے ناقابل فہم اور ثقیل زبان بنا دینا چاہتے ہیں۔ بلکہ ہندوؤں کو موقعہ دیتے ہیں۔ کہ وہ اُردو کو ہندی کے قالب میں ڈھالنے کی کوشش کرتے رہیں۔ چنانچہ جب کبھی اُردو کے حامیوں کی طرف سے یہ سوال اٹھایا گیا ہے کہ اس میں ہندی اور سنسکرت کے ناقابل فہم الفاظ داخل نہیں کرنے چاہئیں۔ تو اس کے جواب میں عربی۔ فارسی کے ان الفاظ کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ جو بلا ضرورت اردو میں داخل کر کے نئے نئے محاورے اور نئی نئی بندشیں پیش کی جاتی ہیں۔

ان حالات میں دونوں طریق سے نہ صرف اردو زبان کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے۔ بلکہ آپس کی کشمکش اور ناچاقی میں بھی اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ وہ لوگ جن کے دلوں میں اردو کی کچھ قدر و قیمت ہے۔ جو اسے مفید اور دلچسپ زبان سمجھتے ہیں۔ اور اس کی ترقی کے خواہاں ہیں۔ وہ خواہ مسلمان ہوں۔ یا ہندو یا سکھ۔ یا عیسائی۔ انہیں چاہیئے۔ کہ دیگر مستقل زبانوں کے ایسے الفاظ اُردو میں نہ لائیں۔ جن کے مترادف اردو میں موجود ہیں۔ اور جو عام فہم ہیں۔ اس کے متعلق مسلمانوں کو سب سے زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ ان میں سے جو لوگ اپنی قابلیت کا سکہ جمانے اور اپنے آپ کو بہت بڑا ادیب ثابت کرنے کے لئے اردو میں عربی اور فارسی کے ایسے الفاظ بلا ضرورت استعمال کرتے ہیں۔ جو عام طور پر نہیں سمجھے جاتے۔ اور جن کی بجائے آسان الفاظ موجود ہیں۔ وہ اردو زبان کو زیادہ پیچیدہ۔ اور ناقابل فہم بنانے کے علاوہ ان لوگوں کے لئے جو مسلمانوں کی نسبت تین گنا زیادہ ہیں۔ جو مال و دولت کے لحاظ سے بڑھے ہوئے ہیں۔ تعلیم کے لحاظ سے بہت آگے ہیں۔ خواہ مخواہ اس بات کا موقعہ پیدا کرتے ہیں۔ کہ وہ اردو میں ہندی اور سنسکرت کے الفاظ داخل کر کے اسے بالکل غیر مانوس زبان بنا دیں۔

پس مسلمان اگر چاہتے ہیں۔ کہ اردو ہندوستان میں ترقی کرے۔ اور ہندو صاحبان اسی طرح اس کے ساتھ وابستہ رہیں۔ جس طرح زمانۂ ماضی میں وابستہ تھے۔ تو انہیں عربی۔ اور فارسی کے ایسے الفاظ اردو میں داخل نہیں کرنے چاہئیں۔ جو اُردو زبان میں مروج نہیں ہیں۔ اور اس کے بعد ہندوؤں سے مطالبہ کرنا چاہیئے۔ کہ وہ بھی ہندی اور سنسکرت کے الفاظ کی اُردو میں بھرتی نہ کریں۔

بے شک عربی زبان مسلمانوں کی مذہبی زبان ہے۔ اور مذہب کے متعلق صحیح اور مکمل واقفیت پیدا کرنے کے لئے اس کا سیکھنا ضروری ہے۔ وہ سیکھیں۔ اپنے بچوں کو سکھائیں۔ اور جہاں تک ممکن ہو۔ اسے ترقی دیں۔ لیکن اردو کے ساتھ خلط کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس سے پرہیز کریں۔ البتہ وہ مروجہ الفاظ جو عام طور پر سمجھے جاتے ہیں۔ اور جو اُردو کا جزو بن چکے ہیں۔ ان کا استعمال معیوب نہیں۔

جماعت احمدیہ کی مالی قربانی

معاصر "انقلاب" (۲۸ دسمبر) نے یہ ذکر کرنے کے بعد کہ انجمن حمایت اسلام لاہور کی جوبلی پر ڈیڑھ لاکھ سے کسی قدر زیادہ چندہ جمع ہوا۔ جس میں حکومت پنجاب کا پچیس ہزار اور حضور نظام کا تیس ہزار بھی شامل ہے۔ جماعت احمدیہ قادیان کے متعلق لکھا ہے "ابھی قادیانی احمدیوں کے سالانہ جلسہ کے متعلق مستند اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ لیکن ہمیں اتنا معلوم ہے کہ مرزا محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کی خلافت کی سلور جوبلی کی یادگار میں جماعت نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ اپنے خلیفہ کی خدمت میں تین لاکھ کی تھیلی پیش کرے۔ تاکہ وہ اس روپے کو سلسلۂ احمدیہ کے مقاصد پر جس طرح چاہیں صرف کریں۔ یہ رقم یقیناً پوری ہو چکی ہے۔ اور یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ رقم

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز

حمد و ثنا اسی کو جو ذات جاودانی ہمسر نہیں ہے اسکا کوئی نہ کوئی ثانی

حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے ذکرِ حبیبؑ کے موضوع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز کی کیفیت کے متعلق جلسہ سالانہ میں جو تقریر فرمائی اس کی آخری قسط درج ذیل کی جاتی ہے:

(۳)

دعائے قنوت

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ عموماً فجر۔ مغرب اور عشاء کی آخری رکعت میں رکوع سے کھڑا ہونے کے وقت سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد کچھ دیر کھڑے رہ کر بلند آواز سے دعائیں کرتے تھے۔ جن پر بعض مقتدی بلند آواز سے آمین کہتے تھے۔ یہ دعائیں عموماً قرآن شریف کی ہوتی تھیں جیسا کہ ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃً و فی الآخرۃ حسنۃً وقنا عذاب النار۔ ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریتنا قرۃ اعین۔ ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔ اللھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم واجعلنا منھم واخذل من خذل دین محمد صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ولا تجعلنا منھم

وتر

وتروں کی نسبت بہت سوال ہوتا رہتا ہے۔ کہ ایک پڑھا جائے یا تین۔ اور یہ بھی سوال ہوتا ہے کہ اگر تین پڑھے جائیں تو کس طرح پڑھے جائیں۔ بعض لوگ تین رکعت اکٹھی پڑھتے ہیں جیسا کہ مغرب کی نماز۔ حنفی لوگ عموماً ایسا کرتے ہیں۔ بعض اہلحدیث ایک ہی رکعت پڑھتے ہیں۔ بعض دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر کر تیسری رکعت پڑھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان سب طریقوں کو جو پہلے رائج ہیں جائز قرار دیا۔ ایک دوست نے ایک دفعہ دریافت کیا۔ کہ میں وتر کس طرح پڑھوں۔ تو فرمایا جس طرح پڑھا کرتے ہو اسی طرح پڑھتے رہو۔ مگر نماز خشوع خضوع کے ساتھ ہونی چاہیئے۔ جس میں دل خدا تعالےٰ کی طرف متوجہ ہو۔ صرف اٹھنا بیٹھنا اور کچھ رٹ چھوڑنا نہ ہو۔ حضور کا اپنا طرزِ عمل یہ تھا کہ دو رکعت نفل پڑھ کر سلام پھیر کر فوراً کھڑے ہو جاتے۔ اور ایک رکعت وتر پڑھتے اور دُعائے قنوت آپ عموماً رکوع سے کھڑے ہو کر سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد پڑھتے تھے۔ اور دعائے قنوت پڑھنے اور دعائیں کرنے کے بعد سجدے میں جاتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وتر پہلی رات پڑھ لیا کرتے تھے۔ گو جائز سمجھتے تھے۔ کہ کوئی پچھلی رات اٹھ کر تہجد کے وقت وتر پڑھے۔ اور سفر میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وتر کی تین رکعت پڑھا کرتے تھے۔ اور انہیں کچھ تفریق فرماتے تھے

نماز جمع میں سنتیں معاف

غالباً یہ واقعہ مارچ ۱۸۹۹ء کا ہے جبکہ میں لاہور سے چند روز کے واسطے قادیان آیا۔ چونکہ میں اس کمرے میں ٹھہرایا گیا تھا جو مسجد مبارک اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر کے درمیان ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نمازوں کے واسطے اسی کمرے میں سے گزر کر آتے تھے۔ اور اس کے علاوہ بھی کئی دفعہ کمرہ کھولتے اور مجھے کوئی شے کھانے کی دے جاتے۔ مثلاً آم یا کوئی اور شے۔ انہی ایام میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ آج نماز ظہر وعصر ہر دو جمع کر کے پڑھی جائیں گی (عموماً ایسی جمع کے دن ظہر کی نماز اپنے وقت سے ذرا پیچھے اور عصر اپنے وقت سے قبل پڑھی جاتی تھی۔ یا عصر کو ظہر کے وقت کے ساتھ ملا لیا جاتا تھا۔ یا ظہر میں دیر کر کے ہر دو نمازیں عصر کے وقت پڑھ لی جاتی تھیں۔) میں چار رکعت سنت پڑھنے کے لئے اسی کمرہ میں کھڑا ہوا جیسا کہ ظہر کی نماز کے چار رکعت فرض سے قبل سنتیں پڑھی جاتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ اپنے گھر میں ہی وضو کر کے اور پہلی سنتیں پڑھ کر مسجد میں تشریف لایا کرتے تھے۔ مگر پچھلی دو رکعت سنت عموماً مسجد میں ہی پڑھا کرتے تھے۔ اور اس کے بعد تھوڑی دیر کے واسطے وہیں مسجد میں خدام کی ملاقات اور بات چیت کے واسطے بیٹھ جایا کرتے تھے۔

غرض میں چار رکعت سنت کی نیت کر کے ابھی کھڑا ہی ہوا تھا۔ اور چند احباب اور بھی کمرے میں تھے۔ کیونکہ مسجد مبارک میں کمی گنجائش کے سبب بعض احباب ساتھ کے کمروں میں کھڑے ہو کر نماز میں شامل ہو جاتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسجد کو جانے کے واسطے دروازہ کھولا جب میرے پاس سے گزرنے لگے اور مجھے سنتیں پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا نماز جمع ہوگی سنتوں کی ضرورت نہیں۔ یہ فرما کر آگے کو بڑھے۔ اور پھر پیچھے پھر کر دیکھا کہ میں نماز میں مشغول تھا تو پھر فرمایا کہ نماز جمع ہوگی سنتوں کی ضرورت نہیں۔ یہ فرما کر کھڑکی میں سے مسجد کے اندر داخل ہو گئے اور میں نے کھڑے کھڑے سلام پھیر دیا اور سنتیں نہیں پڑھیں۔ جتنے آدمی کمرے میں موجود تھے۔ ان سب پر اس بات کا خاص اثر ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز کے جمع ہونے کے وقت سنتوں کا پڑھا جانا پسند نہیں فرمایا۔

نمازیں جمع ہونے کے اسباب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جہاں تک میں نے دیکھا ہے سفر میں ہمیشہ نماز جمع کرتے تھے۔ ظہر کو عصر کے ساتھ۔ یا ظہر کے ساتھ عصر کو جمع کرتے۔ یا ہر دو کے درمیان کے وقت میں دونوں کو اکٹھا پڑھتے اور ایسا ہی مغرب اور عشاء کو جمع کرتے۔ جب کبھی حضرت کو تصنیف کا بہت کام ہوتا یا قادیان میں کسی جلسہ کے سبب آدمیوں کا بہت اژدہام ہوتا۔ تب بھی نمازیں جمع کی جاتیں۔ بعض دفعہ کئی کئی ماہ تک نمازیں جمع ہوتی رہیں۔ یہاں تک کہ بعض دوستوں کا خیال ہو گیا کہ احمدی سلسلہ میں جمع نماز کا مسئلہ مستقل طور پر جاری ہو جائے گا۔ ایسی جمع کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔ کہ یہ وہ حدیث پوری ہو رہی ہے جس میں پہلے سے پیشگوئی ہے۔ کہ مسیح موعود کی خاطر نمازیں جمع کی جائیں گی۔ (یجمع لہ الصلوٰۃ)

میرا (راقم الحروف کا) یہ خیال ہے کہ اس پیشگوئی میں یہ اشارہ ہے۔ کہ مسیح موعود کی جہادی ضروریات ایسی بڑھی ہوئی ہوں گی۔ کہ نمازیں بھی جمع کرنی پڑینگی جیسا کہ حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ غزوہ خندق میں کئی نمازوں کو جمع کر کے پڑھا۔ کیونکہ خندق کے کھودنے کی مصروفیت اور جلدی کے سبب نمازوں کے پڑھنے کے تمام اوقات گزر گئے اور نمازیں اوقات مقررہ پر پڑھی نہ جاسکیں:

باہر مردوں میں نمازیں جمع ہونے کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی عمر کے آخری سالوں میں ایک بہت بڑے عرصہ تک اندرون خانہ عورتوں میں خود پیش امام ہو کر مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک لمبے عرصہ تک جمع کراتے رہے:

ادائے نماز کی تاکید

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے خدام کو ہمیشہ ادائے فریضۂ نماز کے واسطے بہت تاکید کیا کرتے تھے ایک دفعہ فرمایا:۔

"نماز خدا کا حق ہے۔ اسے خوب ادا کرو۔ اور خدا کے دشمن سے مداہنہ کی زندگی نہ برتو۔ وفا اور صدق کا خیال رکھو۔ اگر سارا گھر غارت ہوتا ہے تو ہونے دو۔ مگر نماز کو ترک مت کرو۔ وہ کافر اور منافق ہیں۔ جو نماز کو منحوس کہتے ہیں۔ ان کے اندر خود زہر ہے جیسے بیمار کو شیرینی کڑوی لگتی ہے۔ ویسے ہی ان کو نماز کا مزا نہیں آتا۔ نماز دین کو درست کرتی ہے۔ نماز کا مزا دنیا کے ہر ایک مزے پر غالب ہے۔ لذاتِ جسمانی کے لئے ہزارہا روپے خرچ ہوتے ہیں۔ اور اس قدر خرچ ہو کر نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ انسان بیماریوں میں گرفتار ہوتا ہے مگر نماز ایک مفت کا بہشت ہے۔ جو انسان کو حاصل ہوتا ہے۔ قرآن شریف میں دو جنتوں کا ذکر ہے۔ ایک ان میں سے دنیا کی جنت ہے۔ اور وہ نماز کی لذت ہے۔ نماز خواہ مخواہ کا ٹیکس نہیں ہے۔ بلکہ عبودیت کو ربوبیت سے ایک ابدی تعلق اور کشش ہے۔ اس رشتہ کو قائم کرنے کے لئے خدا تعالےٰ نے نماز بنائی ہے۔ اور اس میں ایک لذت رکھ دی ہے جس سے یہ تعلق قائم رہتا ہے۔ جیسے ایک لڑکے اور لڑکی کی باہمی شادی ہوتی ہے۔ تو اگر ان کے ملاپ میں ایک لذت نہ ہو۔ تو فساد پیدا ہوتا ہے۔ ایسا ہی اگر نماز میں لذت نہ ہو۔ تو وہ رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔ دروازہ بند کر کے دعا کرنی چاہیئے۔ کہ وہ رشتہ قائم رہے۔ اور لذت پیدا ہو۔ جو تعلق عبودیت کا ربوبیت سے ہے۔ وہ بہت گہرا تعلق ہے۔ اور انوار سے پُر ہے۔ جس کی تفصیل نہیں ہو سکتی۔ جب تک یہ لذت حاصل نہیں ہوتی۔ تب تک انسان بہائم سے ہے۔ اگر دو چار دفعہ بھی لذت محسوس ہو جائے۔ تو اس چاشنی کا حصہ مل گیا۔ لیکن جسے یہ لذت دو چار دفعہ بھی نہ ملے۔ وہ اندھا ہے۔ مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى"۔

اس دنیا میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آخری فعل نماز ہی تھا۔ میں حضور علیہ السلام کے وصال کے وقت آپ کے قدموں میں موجود تھا۔ سرہانے کی طرف حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز بیٹھے تھے۔ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حالت کرب اور گھبراہٹ کی تھی۔ روشن دان کی طرف نگاہ کرنے سے حضور علیہ السلام نے محسوس کیا۔ کہ نماز فجر کا وقت ہے۔ تب حضور نے فرمایا "نماز"

حضرت صاحبزادہ صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز) نے یہ سمجھا۔ کہ مجھے حکم فرما رہے ہیں۔ کہ نماز پڑھ لو۔ اور عرض کی۔ کہ میں نے نماز پڑھ لی ہے۔ حضور علیہ السلام نے پھر فرمایا۔ "نماز" اور ہاتھ سینے پر رکھ لیے۔ اس کے بعد حضور نے کوئی بات نہیں کی اسی حالت میں آپ کا وصال ہو گیا۔ اور ہم تو سمجھے ہی نہیں۔ جب تک کہ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے آلہ سٹیتس کوپ سے یہ معلوم کر کے کہ دل کی حرکت بند ہو گئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہ نہ پڑھا۔ فَاِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۔

نماز کے اندر کوئی ضروری کام

دسمبر ۱۹۰۵ء کا واقعہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ایک سوال پیش ہوا کہ اگر ایک شخص نماز پڑھ رہا ہو۔ اور باہر سے اس کا افسر آ جائے۔ اور دروازہ کھٹکھٹائے۔ اور دفتر یا مثلاً دوائی خانہ کی چابیاں مانگے۔ تو ایسے وقت میں اُسے کیا کرنا چاہیئے۔

فرمایا۔ ایسی صورت میں ضروری ہے۔ کہ وہ دروازہ کھول کر افسر کو چابی دے دے (چونکہ سائل نے ایک ہسپتال کا واقعہ پیش کیا تھا۔ اس واسطے فرمایا)۔ کیونکہ اگر اس کے التوا سے کسی کی جان چلی جائے تو یہ سخت معصیت ہوگی

احادیث میں آیا ہے۔ کہ نماز میں چل کر دروازہ کھول دیا جائے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی ایسا ہی اگر بچے کو کسی خطرہ کا اندیشہ ہو یا کسی موذی جانور سے جو نظر پڑتا ہو۔ ضرر پہنچتا ہو۔ تو بچے کو بچانا اور جانور کو مار دینا اس حال میں کہ آدمی نماز پڑھ رہا ہے۔ گناہ نہیں ہے۔ اور نماز فاسد نہیں ہوتی۔ بلکہ بعضوں نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ اگر گھوڑا کھل گیا ہو۔ تو اُسے باندھ دینا بھی مفسدِ نماز نہیں ہے۔ کیونکہ وقت کے اندر نماز تو پھر بھی پڑھ سکتا ہے۔

امام مقتدیوں کا خیال رکھے

۱۹۰۵ء کا واقعہ ہے۔ کہ کسی شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ فلاں دوست نماز پڑھانے کے وقت بہت لمبی سورتیں پڑھتے ہیں۔

حضور نے فرمایا۔ امام کو چاہیئے۔ کہ نماز میں ضعفا کی رعایت رکھے۔

حضور علیہ السلام خود اپنی نمازوں کو جو گھر میں علیحدہ پڑھتے تھے۔ بہت لمبا کرتے تھے۔ لیکن جب آپ امامت کراتے۔ تو نماز کو مختصر کرتے تھے۔ مرحوم مولوی عبد اللہ صاحب سنوری کی وفات سے تھوڑا عرصہ قبل اتفاقاً ایک دفعہ مسجد مبارک میں عاجز راقم کو امامتِ نماز کا موقعہ ہوا۔ جب نماز ختم ہوئی۔ تو مولوی عبد اللہ صاحب ہنستے ہوئے آگے بڑھے۔ اور فرمانے لگے۔ حضرت صاحب (مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) بھی امام ہونے کے وقت نماز ایسی ہی مختصر پڑھاتے تھے جیسی آپ نے پڑھائی۔ یہ ذکر نماز میں امامت کا تھا۔ ورنہ جو نمازیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بطور خود علیحدگی میں پڑھتے تھے۔ انہیں بہت لمبا کرتے تھے۔ چونکہ حضرت مولوی عبد اللہ صاحب مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے سے بہت قبل سے حضرت صاحب کی خدمت میں آیا کرتے تھے اور ان ایام میں کثرت سے قادیان میں رہا کرتے تھے۔ انہیں حضرت صاحب کے اقتدا میں بہت نمازیں پڑھنے کا موقعہ ملتا رہا۔

تیمم

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بعض دفعہ بیماری کی حالت میں بجائے وضو کے تیمم بھی کر لیتے تھے۔ اور بعض دفعہ اپنے لحاف ہی پر ہاتھ مار کر تیمم کر لیتے تھے۔

کانوں میں انگلی دے کر اذان دینے کی حکمت

ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ اذان کے وقت کانوں میں انگلیاں کیوں دیتے ہیں۔

فرمایا۔ اس میں یہ حکمت ہے۔ کہ کانوں میں انگلی دینے سے آواز کو قوت حاصل ہو جاتی ہے۔ پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اذان بغیر کانوں میں انگلی دیئے کہتے تھے۔ ایک روز حضرت بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی آواز میں ضعف معلوم ہوا۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلال رضؓ کو فرمایا۔ کہ اے بلال رضؓ کانوں میں انگلی دے کر اذان کہو۔ سو بلال رضؓ نے ایسا کیا۔ تو آواز میں قوت پیدا ہو گئی۔ اور ضعف جاتا رہا۔ پھر یہ فعل حسب فرمودہ نبوی (صلے اللہ علیہ وسلم) سنت ٹھہر گیا۔ پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ تم نے اکثر لوگوں کو اور کان نتوں کو دیکھا ہوگا۔

کہ وہ گانے کے وقت جب اونچی اور بلند آواز اٹھاتے ہیں۔ تو کان پر ہاتھ رکھ لیتے ہیں۔ تا کہ آواز کی کمزوری جاتی رہے۔ اور قوت پیدا ہو جائے۔

جوتا پہن کر نماز پڑھنا

۱۹۰۶ء میں جب امیر حبیب اللہ خان۔ امیر افغانستان ہندوستان آیا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں کسی دوست نے ذکر کیا کہ امیر کابل اجمیر شریف کی خانقاہ میں اپنا بوٹ پہن کر چلا گیا تھا۔ اور ہر جگہ بوٹ پہنے ہوئے نماز پڑھتا رہا۔ اور اس کے اس فعل پر خانقاہ کے کارندوں اور عام مسلمانوں نے بہت بُرا منایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس معاملہ میں امیر حق پر تھا۔ جوتا پہنے ہوئے نماز پڑھنا شرعاً جائز ہے۔

پیل پایوں کے بیچ میں کھڑا ہونا

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں ذکر آیا۔ کہ بعض دوست پیل پایوں کے بیچ میں کھڑا ہو کر نماز باجماعت ادا کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا اضطراری حالت میں تو سب جائز ہے۔ ایسی باتوں کا چنداں خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ خدا کی رضامندی کے موافق خلوص دل کے ساتھ اس کی عبادت کی جائے ان باتوں کی طرف کوئی خیال نہیں کرتا۔

دُعا

بالآخر میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ ہم سب کو نمازوں کی پابندی کی توفیق دے۔ اور ہماری نمازیں ایسی ہوں۔ جن سے نماز پڑھنے کی اصل غرض حاصل ہو۔ اور اللہ تعالےٰ کی پاک رضامندیاں عطا ہوں۔ کیونکہ نماز دراصل وہی ہے جس کا نتیجہ اللہ تعالےٰ کے قرب کی صورت میں حاصل ہو۔ اگر کوئی نماز اپنے اندر یہ حقیقت نہیں رکھتی تو وہ محض ایک تشر

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی خلافت اور غیر مبایعین کو قلبی تکلیف

غیر مبایعین کے باطل پر ہونے کی ایک اور دلیل

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد تمام جماعت احمدیہ نے متفقہ طور پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الاول رضؓ کو حضور کا پہلا خلیفہ تسلیم کیا اور آپ کی بیعت کی جس کے صاف معنے یہ ہیں کہ جماعت احمدیہ کا پہلا اجماع اس بات پر ہوا کہ سلسلہ احمدیہ میں خلافت جاری رہے گی۔ غیر مبایعین اور ان کے اکابر بھی متواتر چھ برس تک حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی خلافت کا اقرار کرتے رہے۔ جب انہوں نے خلافت ثانیہ سے روگردانی اختیار کی۔ اور خلیفۂ وقت کے ماننے سے انکار کیا۔ اور آخر کار جماعت احمدیہ میں خلافت کے وجود سے ہی منکر ہو بیٹھے۔ تو ان کی نظر میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضؓ کی خلافت بھی خار کی طرح کھٹکنے لگی۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے بجرات و مرات ان کو ملزم کیا گیا۔ کہ اگر سلسلہ احمدیہ میں خلافت نہ تھی۔ تو تم لوگوں نے چھ سال تک خلیفہ اول رضؓ کی بیعت کا جوا کیوں اپنی گردن پر رکھا۔ اور اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کا یہ منشاء تھا۔ کہ حضور کے بعد آپ کی جماعت میں کوئی خلیفہ نہ ہو تو کیا وجہ ہے کہ آپ کے اکابر مولوی محمد علی صاحب وغیرہ نے بایں الفاظ اعلان کیا تھا کہ۔

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے پہلے آپ کے وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت کے مطابق حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان و اقرباء حضرت مسیح موعود باجازت حضرت ام المومنین کل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی۔ اور جس کی تعداد اس وقت بارہ سو تھی والا مناقب حضرت حاجی الحرمین الشریفین جناب حکیم نور الدین سلمہ کو آپکا جانشین اور خلیفہ قبول کیا۔ اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی . . . . باتفاق خلیفۃ المسیح قبول کیا۔"

(اخبار بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

امر واقع یہ ہے کہ اس قسم کے سوالات کا کوئی جواب غیر مبایعین کے پاس نہیں۔ اس لئے جب کبھی ان کے سامنے چھ سالہ خلافت اولےٰ کا سوال آتا ہے۔ تو ان کے چھوٹے اور بڑے بہت جز بز ہوتے ہیں۔ اور اب تو یہاں تک نوبت پہونچ گئی ہے۔ کہ وہ کھلے بندوں کہہ رہے ہیں۔ کہ ہمیں حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ کی خلافت سے ذہنی اور قلبی تکلیف ہوتی ہے۔ چنانچہ پیغام صلح کے جوبلی نمبر میں شائع کیا گیا ہے کہ

"حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد مولوی نور الدین صاحب کو خلیفہ منتخب کیا گیا۔ اور انہوں نے جماعت سے بیعت بھی لی۔ اس انتخاب اور بیعت کا اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چارٹر سے مقابلہ کیا جائے تو ایک محقق کو ذہنی اور قلبی تکلیف ضرور ہوتی ہے۔ تاہم انجمن نے متفقہ طور پر حضرت مولانا نور الدین کو خلیفہ منتخب کیا۔ اور اس انتخاب کو بھی صدر انجمن احمدیہ کا اجتہاد ہی سمجھنا چاہیئے حضرت مولوی صاحب ۱۹۰۸ء سے ۱۹۱۴ء تک خلیفہ رہے۔"

(پیغام صلح ۱۷ دسمبر ۱۹۳۸ء)

اس اقتباس میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضؓ کا انتخاب حضرت انجمن کی طرف سے ہوا۔ حالانکہ ۲ جون ۱۹۰۸ء کے اخبار بدر کا متذکرۃ الصدر حوالہ اس کی تردید کر رہا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ غیر مبایعین یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ حضرت خلیفہ اول کو صدر انجمن نے خلیفہ بنایا تھا۔ حالانکہ حضرت خلیفۂ اول نہایت واضح الفاظ میں فرما چکے ہیں۔

"اگر کوئی کہے انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے۔ اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہونچاتے ہیں۔ تم ان سے بچو۔ پھر سن لو کہ مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا۔ اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔ پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا۔ اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں۔ اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے۔"

(اخبار بدر ۴ جولائی ۱۹۱۲ء صفحہ ۷)

پس یہ تو سراسر باطل ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کو انجمن نے خلیفہ بنایا تھا۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ اگر اقتباس بالا کے اس بیان کو درست تسلیم کر لیا جائے۔ تب بھی غیر مبایعین ملزم ہیں۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ انجمن کا ہر فیصلہ قطعی ہے۔ اور انجمن کا حضرت اقدس علیہ السلام کی وفات کے بعد پہلا اور متفق علیہ فیصلہ یہی ہے کہ جماعت احمدیہ میں خلافت جاری ہے۔ اور ہر زمانہ میں ایک واجب الاطاعت امام کا وجود ضروری ہے۔ لہذا اب انہیں خلافت سے انکار کا کوئی حق نہیں۔ گویا غیر مبایعین نہ نصوص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متبع ہیں۔ اور نہ ہی اپنے مسلمہ خیال کے مطابق صدر انجمن کے سب سے پہلے اور اجماعی فیصلہ کو درست مانتے ہیں۔ معلوم اس سے بڑھکر بے اصولاپن اور کیا ہوگا؟

ان سب باتوں سے بڑھ کر جس چیز کی طرف میں اس مقالہ میں توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی خلافت کے متعلق غیر مبائعین کی ذہنیت کیا ہے؟ وہ اب اس خلافت کے تصور سے بھی "ذہنی اور قلبی تکلیف" اٹھا رہے ہیں۔ جسے خیر و برکت قرار دیا کرتے تھے جسے خدا کی رحمت سمجھا کرتے تھے۔ جس کے متعلق خود مولوی محمد علی صاحب لکھتے تھے کہ "یہ بیعت اللہ تعالے کے ساتھ روحانی تعلق بڑھانے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح جیسے پاک وجود کی دعاؤں سے فائدہ اٹھانے کے لئے اور آپ کے علم و فضل کے آگے سر نیچا کرنے کے لئے تھی"۔ (ایک ضروری اعلان صفحہ)

آہ! آج اسی خلافت کے خیال سے غیر مبائعین کو "قلبی اور ذہنی تکلیف" ہو رہی ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں۔ کہ کیا حضرت خلیفہ اول رضہ کے عہد مبارک میں بھی ان لوگوں کو اس خلافت سے قلبی اور ذہنی تکلیف ہوا کرتی تھی؟ اگر ہوا کرتی تھی تو ان کا چھ سال تک متواتر اس خلافت سے وابستہ رہنا۔ بلکہ اظہار عقیدت کرنا ان کو منافق ثابت کرتا ہے۔ اور اگر اسوقت ان کو کوئی تکلیف نہ ہوتی تھی۔ اور وہ اسے "وصایا مندرجہ الوصیت" کے مطابق یقین کرتے تھے۔ تو انکو ماننا پڑیگا۔ کہ ان کے عقائد میں تبدیلی واقع ہو چکی ہے اور آہستہ آہستہ ان کی قلبی اور ذہنی حالت بدل رہی ہے۔ پہلی صورت میں منافقت اور دوسری صورت میں تبدیلی عقائد کا ثبوت بالکل عیاں ہے۔ کیا ابھی وقت نہیں آیا۔ کہ غیر مبائعین سمجھیں کہ ان کا قدم کس طرف اٹھ رہا ہے؟ مرکز سلسلہ سے الگ ہونے اور سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ سے بغض رکھنے کا ایک نتیجہ یہ ہے کہ آج انہیں اللہ تعالے سے روحانی تعلق بڑھانے کے ذریعہ سے قلبی تکلیف ہو رہی ہے۔ اگر غیر مبائعین کا یہی رویہ رہا اور مولوی صدرالدین صاحب کو مولوی محمد علی صاحب کی جگہ دیدی گئی۔ جیسا کہ سنا ہے تجویز ہو رہی ہے۔ تو وہ دن نزدیک ہیں جب غیر مبائعین برملا کہا کریں گے کہ ہمیں تو قرآن کے بعد حضرت مسیح موعود ع پر ایمان لانے سے "قلبی اور ذہنی تکلیف" ہو رہی ہے۔ اور قبل ازیں بھی ص

لنڈن میں جلسہ سیرت النبی ص

مسجد احمدیہ میں ہر مذہب و ملت کے لوگوں کا شاندار اجتماع

آنریری سکرٹری صاحب جلسہ سیرت النبی لنڈن سے تحریر فرماتے ہیں۔ یوم النبی کی تقریب منانے کے لئے مشرقی و مغربی عیسائی۔ ہندو۔ مسلم۔ بچے۔ بوڑھے مسجد احمدیہ لنڈن میں ۱۱ر دسمبر کو جمع ہوئے کاروائی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔ جو ایک انگلش نو مسلم لیڈی نے کی۔ سر عبدالقادر صاحب ممبر انڈیا کونسل صدر تھے۔ سب سے پہلے ریورینڈ سٹیفن ہاپکنس ایم۔ اے نے جو چرچ آف انگلینڈ کے مشہور عالم ہیں تقریر کی۔ جس میں کہا۔ کہ اسلام کی خوبیوں میں سے ایک بڑی خوبی یہ ہے۔ کہ دوسرے مستند مذاہب کی طرح یہ کبھی ملاؤں کے قبضہ میں نہیں آیا۔ اسلام ایسے وقت میں آیا۔ جب کہ تمام دنیا ظلمت میں ڈوبی ہوئی تھی۔ اور اس نے عالمگیر انسانی اخوت اور اللہ تعالے کی ابوت کی تعلیم دے کر اس تاریکی کو نور سے تبدیل کر دیا۔ اسلام میں غلام اپنے آقا کے برابر بیٹھ سکتا اور اس کے ساتھ کھانا کھا سکتا ہے۔

پھر ایک انگریز نو مسلم مسٹر بلال نٹل نے تقریر کی۔ اور کہا کہ پیغمبر اسلام کو کبھی الوہیت کا مقام نہیں دیا گیا۔ اسلامی کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہی اس قسم کے عقائد کے منافی ہے۔ اسلام کبھی تلوار سے نہیں پھیلا۔ اور اس قسم کے بے بنیاد اعتراضات متلاشیان حق کے قبول اسلام کی راہ میں ہمیشہ روک بنتے رہے ہیں۔ آپ نے کہا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر ورق دنیا کے سامنے ہے۔ اور کسی سٹیج پر بھی کوئی راز نہیں۔ آپ خود احکام اسلام پر عمل کرنا باعث فخر سمجھتے تھے۔ کیونکہ وہ خدا تعالے کی طرف سے نازل شدہ ہیں۔

بعد ازاں مولوی جلال الدین صاحب شمس امام مسجد لنڈن نے نصف گھنٹہ تقریر کی۔ آپ نے بتایا کہ امام جماعت احمدیہ نے یہ تحریک اس لئے جاری کی تھی۔ تاکہ ہندوستان کے ہندوؤں اور مسلمانوں میں منافرت کم ہو۔ مگر اب یہ دن تمام دنیا میں منایا جاتا ہے۔ تاکہ دوسرے مذاہب کے لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی سے آگاہ ہونیکا موقعہ مل سکے۔ آپ نے مسٹر ویلز کے ان توہین آمیز الفاظ کی طرف حاضرین کی توجہ مبذول کرائی۔ جو اس نے اپنی تصنیف Short History of The world میں حضور علیہ السلام کے متعلق تحریر کئے ہیں۔ اور کہا کہ ایک امریکن رسالہ کی رائے ہے کہ مغرب کا کوئی حقیقی مورخ زندہ یا مردہ اس حماقت میں مسٹر ویلز کا شریک نہیں ہو سکتا۔ آپ نے بدلائل مسٹر ویلز کے خیالات کی تردید کی۔ اور بتایا کہ بادشاہ ہونیکے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سادہ زندگی بسر کی۔ وہی اس کی تردید کے لئے کافی ہے۔ آپ کو اسوقت تک چین نہ آتا تھا جب تک کہ گھر میں موجود مال غنیمت کو راہ خدا میں خرچ نہ کر ڈالتے آپ نے اپنی ازواج کو بھی حصہ دینے سے انکار کر دیا۔ حتیٰ کہ اپنی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ کو غلام دینا منظور نہ کیا۔ اپنی آل کے لئے صدقہ کو حرام قرار دیدیا۔ آپ کی دیانت کا یہ عالم تھا۔ کہ آپ نے دو اشخاص کو اپنی فوج میں شامل کرنے سے اس لئے انکار کر دیا۔ کہ انہوں نے مکہ والوں سے عہد کیا تھا۔ کہ ان کے خلاف لڑائی میں حصہ نہ لیں گے۔ نجران کے عیسائیوں کو مسجد میں عبادت کرنیکی اجازت دیدی۔

بین الاقوامی امن کے لئے آپ کے معین مقرر کردہ قوانین کا مولوی صاحب نے ذکر کیا۔ اور بتایا کہ اگر ایک مذہب والے دوسروں کے بزرگوں اور پیشواؤں کی توہین نہ کریں۔ تو جھگڑوں کا ایک بہت بڑا سبب دور ہو سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مکہ کے دشمنوں کو معافی دیکر عفو کی بے نظیر مثال قائم کی ہے۔ آپ نے بتایا۔ کہ جنگ عظیم کے بعد اتحادی اگر اپنے دشمنوں کے ساتھ فراخدلی کا سلوک کرتے۔ تو آج نہ کوئی ہٹلر ہوتا نہ مسولینی۔ نہ جدید جرمنی کا وجود ہوتا۔ اور نہ امن عالم کے لئے ایسے خطرناک اور نازک مواقع پیش آتے۔ جیسا کہ ایک پچھلے دنوں پیش آیا۔ اور کہا کہ وہ دن بہت نزدیک ہے جب کہ فلسفہ اور عیسائیت دونو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مناسب عزت و توقیر پر مجبور ہوں گے۔

آخر میں صاحب صدر نے مقررین بالخصوص ریورینڈ ہاپکنس کا شکریہ ادا کیا۔ اور کہا کہ چرچ آف انگلینڈ کے ایسے جلیل القدر عالم کا ایسی تقریب میں شامل ہو کر تقریر کرنا ایک ایسی بات ہے جو آئندہ کے لئے امید کی شعاع پیدا کرتی ہے۔ اخوت انسانی اسوقت تک قائم نہیں ہو سکتی۔ جب تک توحید الہی قائم نہ ہو۔ اور بطور اصل تسلیم نہ کر لی جائے۔ آپ نے قرآن شریف کی آیات کے حوالہ سے بتایا کہ خدا تعالے اگر چاہتا تو دنیا میں ایک ہی قوم پیدا کر دیتا۔ لیکن خدا تعالے نے یہ اختلاف اس لئے پیدا کیا۔ کہ تا گورے اور کالے۔ بھورے اور زرد غرضیکہ ہر رنگ و نسل کے لوگ امن و امان کے ساتھ رہنا سیکھیں۔

سر موصوف نے انگریز نو مسلمہ کی تلاوت قرآن کی بہت تعریف کی بالخصوص اس کے عربی لہجہ کو بہت پسند کیا۔ اور کہا کہ اس کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے جب یہ دیکھا جائے۔ کہ لیڈی موصوفہ کبھی مشرق یا عرب نہیں گئیں۔ آپ نے مسٹر بلال نٹل کو بھی خراج تحسین ادا کیا۔ اور امام صاحب کا انتہائی کام پر جو وہ بجا لا رہے ہیں شکریہ ادا کیا۔ نیز اس لئے کہ وہ اس طرح باہم مل بیٹھنے کے مواقع مہیا کرتے رہتے ہیں۔

جاپانی عورت کی قابل تعریف خصوصیات

جاپان نے تھوڑے ہی عرصہ میں گوشۂ گمنامی سے نکل کر جو عالمگیر شہرت اور ترقی حاصل کی ہے۔ اور آج اسے دنیا کی ایک زبردست طاقت تسلیم کیا جا رہا ہے۔ اس میں جاپانی عورتوں کی جدوجہد۔ قربانی اور ایثار کا بھی بہت کچھ دخل ہے۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ جب تک کسی قوم کی عورتوں میں بیداری پیدا نہ ہو اور وہ مردوں کے دوش بدوش نہیں۔ بلکہ ان سے آگے بڑھ جانے کا تہیہ نہ کرلیں۔ اس وقت تک وہ قوم اپنے مدعا اور مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اس میں ایسے سرفروش اور جانباز پیدا نہیں ہو سکتے۔ جو بڑی سے بڑی تکلیف اور مشکل کو خندہ پیشانی خوش آمدید کہتے۔ اور آگے ہی آگے قدم بڑھانا اپنا اولیں فرض سمجھتے ہیں۔

ذیل میں جاپانی عورت کی بعض خصوصیات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

شوہر سے انتہائی محبت

اگرچہ جاپانی عورت بھی دنیا کے دیگر ممالک کی عورتوں کی طرح بناؤ سنگار اور آرائش و زینت کی دلدادہ ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ایک چیز جس نے اس کی قدر و قیمت میں بہت بڑا اضافہ کردیا ہے۔ اس کا اپنے شوہر کے متعلق شیوہ تسلیم و رضا اور اپنی تمام خواہشات کو اس کی خوشنودی پر نثار کر دینے والی بے مثال خصلت ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ جاپانی عورت کی محبت اپنے شوہر کے حق میں محبت کے درجہ سے گذر کر پرستش کی حد و درجہ تک پہنچ چکی ہے۔

یہ نہایت ہی قابل تعریف جذبہ ہے اور اسلام نے اس کو جس قدر اہمیت دی ہے۔ اس کی مثال دنیا کا کوئی مذہب نہیں پیش کر سکتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہاں تک فرمایا ہے۔ کہ اگر خدا تعالیٰ کے سوا کسی کے لئے سجدہ جائز ہوتا۔ تو وہ بیوی کا اپنے شوہر کے لئے ہوتا۔

انتخاب شوہر

جاپانی عورت کو شوہر کے انتخاب میں پوری آزادی حاصل ہے۔ جس وقت اسے مناسب اور موزوں شخص مل جاتا ہے۔ اس کو اپنا شریک زندگی بنانے میں پس و پیش نہیں کرتی۔ اس انتخاب میں مرد کی دولت و ثروت کو قطعی نظرانداز کرکے اس کی خصلت اور قابلیت اور مردانہ خصوصیتوں کو پیش نظر رکھتی ہے۔ وہ ہمیشہ یہ چاہتی ہے۔ کہ اپنے گھر کا انتظام نہایت سلیقہ کے ساتھ ہر ممکن ذریعہ اور وسیلہ سے خود کرے۔ اور گھر سے باہر کی ذمہ داریاں اپنے شوہر پر ڈال دے۔

صبر اور ضبط نفس

جاپانی عورت اپنے شوہر کی ہر حالت و کیفیت مسرت اور خوشی رنج و غم میں شریک اور خندہ و گریہ میں اس کی رفیق ثابت ہوتی ہے۔ وہ اس قدر صابر اور ضبط نفس کا ملکہ رکھنے والی ہے۔ کہ کیسی ہی ڈگمگا دینے والی آفت اور بے قرار کر دینے والی مصیبت اس پر آئے۔ مجال ہے۔ کہ اس کی زبان سے اف نکل سکے۔ زندگی کی منازل اور عمر کے تمام مرحلوں کو اسی ہنسی و خوشی کے ساتھ طے کرلینا اس کی زندگی کا ایک معمولی کارنامہ ہے۔ بلکہ شوہر کے رنج و غم کی آتشیں حرارت کو اپنے معصوم تبسم اور شیریں تکلم کی فراوانی اور مسلسل بارش سے بجھا دینا اس کے بائیں ہاتھ کا کام ہے۔ ایسا شاذ ہی ہوتا ہے۔ کہ اس کی کوئی حرکت شوہر کی ناراضی یا اس کے رنج و تکلیف میں اضافہ کا باعث ہو۔

مردوں کے دل میں عورتوں کی قدر

جاپانی عورت کے اس طریق عمل نے مردوں کو کلیتہً اس امر کے لئے فارغ کر رکھا ہے۔ کہ مہمات ملکی میں زیادہ سے زیادہ سرگرمی کے ساتھ حصہ لے سکیں۔ اور اپنی قوم کو ترقی اور عظمت کے انتہائی مقام تک پہنچانے کے لئے مصروف عمل رہ سکیں جاپانی مرد عورتوں کے اس تعاون کی خوب اچھی طرح قدر و قیمت جانتے۔ اور ان کا دل سے عزت و احترام کرتے ہیں۔ چنانچہ ان کا قول ہے۔ کہ جب تک ہماری عورتیں یہ شیوہ اور طریقہ اختیار رکھے ہوئے ہیں۔ اور یہ خصوصیات جب تک ان میں قائم رہیں گی ہماری زندگی نہایت راحت و آسائش سے گزرے گی۔ اور ہم دنیا میں کسی شکل کو مشکل اور کسی مصیبت کو مصیبت ہرگز نہیں سمجھیں گے۔ اور ان الفاظ کو قطعی مہمل اور بے معنی تصور کریں گے نیز بڑی سے بڑی مشقت کو نہایت جوانمردی کے ساتھ راحت کے ساتھ بدل دینے میں کامیاب ہوتے رہیں گے۔

جاپانی مرد اور عورت ایک سطح پر

آج کل جب کہ جاپان اور چین کی جنگ شروع ہے۔ جاپانی عورت کو کھیتوں میں ہل چلاتے۔ بیج بونے کھیتی کاٹتے اور دوسرے کام کرتے دیکھا جاتا ہے۔ غرض مردوں کی عدم موجودگی میں ان کے مردانہ فرائض کو جاپانی عورتیں نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ سرانجام دے رہی ہیں۔ علاوہ ازیں میدان جنگ میں جا کر زخمی سپاہیوں کی مرہم پٹی بھی کرتی ہیں۔ میدان جنگ کو روانہ ہونے والی فوجوں کو الوداع کہتی اور ان کو غیرت دلا کر ان کے حوصلے بڑھاتی ہیں۔ بعض جاپانی عورتیں محض اس صدمہ سے کہ ان کی اولاد کچھ زیادہ وطن کے تحفظ اور اس پر نثار ہونے کا جذبہ اپنے دلوں میں نہیں رکھتی۔ خود کشی تک کر لیتی ہیں

غرض موجودہ زمانہ میں مستعدی اور سرگرمی میں جاپان کا مرد اور عورت ایک سطح پر ہیں۔ ان میں اگر کوئی نسبتاً امتیاز ہو سکتی ہے۔ تو وہ ان کی جسمانی ساخت ہے۔ ورنہ اس کے علاوہ تمام کاموں میں متحدہ جدوجہد کر رہے اور اپنے ملک اپنی عزت اور اپنی شہرت کو چار چاند لگا رہے ہیں۔

ظاہر ہے۔ کہ جاپانی عورت کی یہ تمام خصوصیات ایسی ہیں۔ جو بدرجہ اتم دختران اسلام کے لئے وجہ امتیاز اور باعث افتخار رہی ہیں۔ اور اب احمدی خواتین کو ان سے مزین ہونا چاہیئے۔

تقرر عہدیداران جماعتہائے احمدیہ

جاگنگ اسٹیٹ

پریذیڈنٹ (نام سے اطلاع دی جائے)

سکرٹری امور عامہ } چوہدری محمد حسین صاحب ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر

محاسب } چوہدری محمد حسین صاحب ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر

سکرٹری مال چوہدری محمد الدین صاحب

" تحریک جدید

" تعلیم و تربیت حکیم نور محمد صاحب

" خدام الاحمدیہ

" عام تحریک جدید } شیخ عبد السلام صاحب نجیب آبادی

کنری - سندھ

پریذیڈنٹ سید عبد الحی صاحب

جنرل سکرٹری ڈاکٹر محمد شاہ داللہ صاحب

سکرٹری مال غلام مرتضیٰ خان صاحب

(ناظر اعلیٰ)

تلاش گمشدہ

ایک لڑکا مسمی اسمٰعیل موضع رسول پور متصل نوشہرہ گگے زئیاں تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ کا رہنے والا عرصہ تین سال سے عدم پتہ ہے رنگ گندمی قد میانہ۔ جلدی جلدی باتیں کرتا ہے اگر کسی صاحب [illegible]

معلومات عامہ

نہر سویز اور حکومت مصر

مصر کا مشہور اخبار "الاہرام" اپنے ایک مقالہ میں جو اس نے نہر سویز کے متعلق لکھا ہے۔ رقمطراز ہے۔ کہ اٹلی کے حال کے مطالبہ نے سیاسی حلقوں میں بے چینی پیدا کر دی ہے۔ اس سلسلہ میں نہر سویز کے معاملہ میں مختلف قیاس آرائیاں کی جا رہی ہیں۔ اور جتنے منہ اتنی باتیں۔ اس معاملہ میں کوئی اطالیہ کے مطالبہ کو حق بجانب بتاتا ہے۔ اور کوئی انگریزوں کی طرف داری کرتا ہے۔

اس میں شک نہیں۔ کہ حبشہ پر قبضہ کے بعد سے اٹلی کے لئے نہر سویز کا مسئلہ بہت اہم ہو گیا ہے۔ لیکن ہندوستان اور آسٹریلیا کی وجہ سے نہر سویز برطانیہ کے لئے بھی اتنی ہی اہم ہے۔ مگر اس مسئلہ میں بنیادی چیز جو غور طلب ہے وہ یہ ہے۔ کہ نہر سویز مصر کی زمین میں بہتی ہے۔ اور کسی اور ملک کی زمین میں نہیں۔ مسٹر چیمبرلین وزیر اعظم برطانیہ کو اٹلی سے یہ کہنا چاہیئے۔ کہ نہر سویز مصر کی ملک ہے۔ لہٰذا اٹلی کو چاہیئے۔ کہ اس مسئلہ پر مصر سے گفتگو کرے۔

اگرچہ اسوقت سویز کمپنی میں مصر کی نمائندگی بہت کم ہے۔ لیکن اس کی وجہ یہ نہیں ہے۔ کہ مصر اس کا مالک نہیں ہے۔ بلکہ اس کا سبب یہ ہے کہ ۱۸۶۹ء میں جب کہ نہر سویز کھودی گئی تھی۔ اس وقت فرانسیسی بہت پیش پیش تھے۔ چنانچہ سویز کمپنی میں سب سے زیادہ نمائندگی انہی کی ہے۔ لیکن عبور و مرور کے لحاظ سے برطانیہ سب سے آگے ہے۔ اور دوسرا درجہ اٹلی کا ہے۔

اگرچہ کمپنی کے معاہدہ کے لحاظ سے ۱۸۶۹ء سے اب تک یہ نہر عام گزرگاہ کی طرح ہے۔ اور کسی ملک کے جہازوں کو گزرنے سے نہیں روکا جا سکتا۔ حتیٰ کہ ۱۹۰۵ء اور ۱۹۱۱ء کی جنگوں میں روس۔ اطالیہ اور جرمنی کے جنگی جہاز بے دھڑک اس نہر سے گزرتے رہے اور معاہدہ کی وجہ سے برطانیہ تک کو یہ جرأت نہ ہوئی۔ کہ اپنے مخالفین کے جہازوں کو روک دیتا۔ لیکن خود مصر اور دوسری دول کو جو اسوقت اس سے فائدہ اٹھا رہی ہیں۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ سویز کمپنی کا معاہدہ ۱۹۶۸ء میں ختم ہو جائیگا۔ کیا اسوقت یہ نہر مصر کی نہ ہو گی۔

دنیا میں یہودیوں کی تعداد

معلوم تو ایسا ہوتا ہے۔ کہ گویا جرمنی میں یہودیوں کی تعداد اس قدر زیادہ ہے کہ اس کی وجہ سے جرمنوں کے مفاد کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ لیکن حقیقت حال یہ نہیں ہے۔ بلکہ درحقیقت جرمنی میں یہودیوں کی تعداد بہت سے دوسرے ممالک سے کم ہے۔ تمام دنیا میں یہودیوں کی مجموعی تعداد ایک کروڑ ۷۰ لاکھ ہے۔ ان میں سے نصف سے زیادہ یعنی تقریباً ایک کروڑ امریکہ پولینڈ اور روس میں آباد ہیں۔ امریکہ میں ۴۵ لاکھ ہیں۔ پولینڈ میں ۳۰ لاکھ اور روس میں ۳۰ لاکھ۔ اس کے بعد برطانوی سلطنت میں جس میں فلسطین بھی شامل ہے۔ ان کی تعداد دس لاکھ کے قریب ہے۔ رومانیہ میں بھی اسی قدر ہیں۔ اور جرمنی میں ۵ لاکھ سے زیادہ نہیں ہیں۔ جرمنی میں یہودیوں کی بلحاظ تعداد کے بہت ہی غیر اہم نظر آتا ہے۔ یعنی پولینڈ میں یہودی کل آبادی کا تقریباً ۱۰ فیصدی ہیں۔ مگر جرمنی میں ان کا اوسط کل آبادی کا صرف ۵ ر ہے۔ یہ لوگ زیادہ تر شہروں میں آباد ہیں اور جرمنی کے زیر حکومت اس وقت سب سے زیادہ تعداد دنیا میں ہے۔ یورپ کے بڑے بڑے شہروں کی حالت یہ ہے کہ بوڈاپسٹ میں ۲ لاکھ ۳ ہزار یہودی ہیں۔ دنیا میں ایک لاکھ ۸۰ ہزار وارسا میں ۳ لاکھ ۵۳ ہزار لوڈز میں دو لاکھ دو ہزار۔ نیویارک میں یہودیوں کی تعداد ۲۵ لاکھ ہے۔ گویا تمام دنیا کی یہودی آبادی کا دسواں حصہ تنہا نیویارک میں آباد ہے شکاگو میں ان کی تعداد ۳ لاکھ ۶۵ ہزار ہے۔ فیلاڈلفیا میں ۲ لاکھ ۷۵ ہزار۔

چھ ہزار میل تک زمین کے اندر قلعے

جرمنی اور فرانس کی حدود جہاں ملتی ہیں وہاں پر کوئی نام کا ایک فرانسیسی گاؤں ہے کچھ دن ہوئے ایک شخص قبرستان میں زمین کھود رہا تھا کہ اسے نیچے سے آواز سنائی دی وہ سمجھا کہ جو عورت پندرہ دن پہلے مری تھی وہ دراصل مری نہیں تھی۔ لوگوں نے غلطی سے اسے دبا دیا۔ عورت کی لاش کو نکالا تو مردے کا مردہ دیہاتی اور پادری یہ دیکھ کر حیران ہو گئے۔ کیونکہ آواز بدستور آ رہی تھی انہوں نے گورنمنٹ کو خبر کی۔

فرانس نے سوئٹزرلینڈ کی سرحد سے لیکر سمندر تک ۶ ہزار میل کی لمبائی میں میگناٹ لائن یعنی زمین دوز قلعے بنا رکھے ہیں حال ہی میں سرکار کی مدد سے ان قلعوں کی ایک فلم بنائی گئی ہے۔ کیمرہ مین جنگ کا تجربہ رکھنے والا ایک افسر تھا فلم کو گورنمنٹ کی اجازت کے بغیر نہیں دکھلایا جا سکتا۔ زمین کے اوپر ان قلعوں کا کوئی حصہ دکھلائی نہیں دیتا سوائے اس جگہ کے جہاں بندوقیں رکھ کر چلائی جاتی ہیں۔ دور سے یہ فاختہ سی معلوم ہوتی ہیں۔ ان قلعوں کے اندر اپنی اپنی بجلی۔ گیس اور حرارت کا انتظام ہے۔ ہسپتال میں بجلی سے کچن اور گاڑیاں چلتی ہیں۔ دشمن کے گھیرے کی صورت میں ان کے اندر رہنے والے ۲۵ ہزار آدمی ایک سال تک زندگی بسر کر سکتے ہیں، یہ فرانس کی سب سے بڑی حفاظتی تدبیر ہے کہتے ہیں۔ جرمن ان قلعوں کے نیچے سرنگیں کھود رہے ہیں۔ تاکہ فرانس کے قلعوں کو پہنچنے کا راستہ تیار کیا جا سکے اور ضرورت کے وقت ڈائنامیٹ رکھ کر انہیں اڑایا جا سکے خیال کیا جاتا ہے۔ کہ کوئے میں جو آوازیں سنائی پڑ رہی ہیں۔ وہ سرنگیں بنانے والے جرمن مزدوروں کی آوازیں ہیں۔ سارے فرانس میں اس خبر سے سنسنی پھیلی ہوئی ہے۔

جزیرہ مڈغاسکر کے دلچسپ حالات

بحر ہند کے خوبصورت اور پُر فضا جزیرہ مڈغاسکر کا ذکر سب سے پہلے فرانس کے رومانی افسانہ نگار سینٹ پیئری نے اپنے ناول "پال اور ورجینیا" میں کیا تھا اور دنیا کی توجہ اس جزیرے کی طرف مبذول کرائی تھی۔

یہ جزیرہ جو رقبہ کے لحاظ سے دنیا میں چوتھے نمبر پر پڑا ہے۔ پہلے پہل ۱۵۰۶ء میں دریافت ہوا تھا۔ اسے دریافت کرنے والا فرنینڈو مونز نامی ایک پرتگیز تھا۔ اور بعض کا یہ کہنا ہے۔ کہ اسے انطاؤ گونکاوز نے دریافت کیا تھا۔ مگر ان سے بھی پہلے اس جزیرے کو جسے یہاں کے اصل باشندے جنگلی سؤروں کا جزیرہ کہتے تھے۔ عرب دیکھ چکے تھے۔ اور انہوں نے اسے ملک سنا کا نام دیا تھا۔

مڈغاسکر نہایت خوبصورت اور پُر فضا جزیرہ ہے۔ جن سیاحوں نے اسے دیکھا ہے۔ وہ اس کی دلفریبی۔ دلکشی اور خوبصورتی کی تعریفیں کرتے نہیں تھکتے۔ اس جزیرے میں ہر قسم کی چیز پائی جاتی ہے۔ برف سے ڈھکی ہوئی پہاڑیاں ہیں۔ بڑی بلند سطح مرتفع ہے صحت افزا مقامات ہیں۔ نہایت خوبصورت مگر فریب دینے والی دلدلیں ہیں۔ بڑے تند اور تیز رو دریا ہیں۔ جن میں کشتی رانی کرنا سخت ناممکن ہے۔ ایسے ایسے جنگل ہیں۔ جہاں آج تک کسی انسان کا قدم نہیں پڑا۔ یہاں کی نباتات کسی دوسرے ملک میں نہیں مل سکتی۔ مڈغاسکر کے قابل ذکر جنگلی جانوروں میں سے قابل ذکر لیمور بن ہے۔ ایک اور جنگلی جانور ہے جسے فاسا کہتے ہیں۔ جو صرف مڈغاسکر میں ہی پایا جاتا ہے۔ بڑی بڑی خوبصورت تیتریاں ہیں۔ جنکے پروں کے رنگ قوس قزح کو شرماتے ہیں۔ ان کے پروں کا پھیلاؤ ۱۸ سینٹی میٹر کے قریب ہے اور اکثر تیتریاں ایسی ہیں جنکے پروں کا پھیلاؤ ۲۰ سینٹی میٹر کے قریب ہے اور بے شمار اقسام کی چھپکلیاں ہیں۔